پوسٹ مارٹم کی غرض سے قبر کشائی کا حکم!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

میرے بیٹے علی احزم، عمر ۱۶ سال کا انتقال مؤرخہ ۲۱/اپریل ۲۰۱۲ء کو گلے میں دوپٹے سے پھندا لگا کر پنکھے سے لٹکانے سے ہوا۔ وہ قوتِ سماعت وگویائی سے محروم تھا۔ کچھ طبّی شواہد اس طرح کے ملتے ہیں کہ لگتا ہے کہ اس کو قتل کیا گیا ہے۔ اس بنا پر ہم قانونی کارروائی کرنا چاہ رہے ہیں کہ انصاف مل سکے۔ اس کارروائی کے لیے پوسٹ مارٹم ضروری قرار دیا گیا ہے، اس کے لیے قبر کشائی کرنی ہوگی۔ کیا اتنے دن گزرنے کے بعد بہ نیتِ حق قبر کشائی کروانا جائز ہوگا؟ برائے مہربانی دین وشریعت کی روشنی میں آگاہ کیجئے۔ آپ کے جواب کے بعد ہی ہم کوئی قدم اُٹھائیں گے۔

عائشہ بلوچ (والدہ)

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

واضح رہے کہ انسان کے مرنے کے بعد بھی اس کی روح اور جسم کا باہمی ایسا تعلق قائم رہتا ہے جس پر قبر کے عذاب یا انعام کا مدار ہوتا ہے، اسی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد میت کے جسم اور روح کا رشتہ ختم نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے انسانی حرمت کے اعتبار سے زندہ اور مردہ دونوں برابر ہیں، چنانچہ جس طرح زندہ انسان کو اس کی عزت اور شرافت کی بنا پر تکلیف دینا جائز نہیں، اسی طرح موت کے بعد بھی اس کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔ نیز جس طرح مردہ انسان کو موت کے بعد تدفین سے قبل ایذاء پہنچانا جائز نہیں، بالکل اسی طرح تدفین کے بعد بھی ایذاء پہنچانا درست نہیں ہے، کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ دفن کے بعد بھی میت کو زندہ لوگوں کے غلط افعال سے تکلیف پہنچتی ہے، جبکہ مسلمان میت کی نعش

کا احترام بعض احوال میں زندہ سے بھی زیادہ لازم ہے۔

باقی رہا میت کو پہلی مرتبہ دفنانے کے بعد دوبارہ قبر سے نکالنا، تو یہ بھی ایک ناجائز عمل ہے اور جبکہ قبر کشائی کرنے کا مقصد بھی ناجائز عمل یعنی پوسٹ مارٹم کرنا ہو تو اس کی قباحت وشناعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں سائلہ کا اپنے بیٹے کی قبر کشائی کروانا اور پھر صرف طبّی شواہد کی بنیاد پر اس کا پوسٹ مارٹم کروانا، یہ دونوں امور شرعاً ناجائز ہیں، جن سے مکمل اجتناب لازم ہے اور اس بنا پر سائلہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی قبر جوں کی توں رہنے دیں، قبر کشائی اور پوسٹ مارٹم کرواکے گنہگار نہ بنیں۔ ''البحر الرائق'' میں ہے:

''فلو دفن بلاغسل ولم يمكن إخراجه إلا بالنبش صُلي على قبره بلاغسل للضرورة، بخلاف ما إذا لم يهل عليه التراب بعد، فإنه يخرج و يغسل، ولو صلي عليه بلاغسل جهلًا مثلًا، ولايخرج إلا بالنبش تعاد لفساد الأولى، وقيل: تنقلب الأولى صحيحة عند تحقق العجز فلاتعاد.''

(البحر الرائق، کتاب الجنائز، ج:۲،ص:۱۹۳،طبع: دار الکتاب الاسلامی)

وفيه أيضًا:

''قوله: ولايخرج من القبر إلا أن تكون الأرض مغصوبة (أي بعد ما أهيل التراب عليه لايجوز إخراجه لغير ضرورة للنهي الوارد عن نبشه وصرحوا بحرمته وأشار بكون الأرض مغصوبةً أو دفن في ملك الغير أو دفن معه مال أحياء لحق المحتاج قد ''أباح النبي صلى الله عليه وسلم نبش قبر أبي رَغال لعصاً من ذهب معه''، كذا في المجتبى، قالوا: ولو كان المال درهماً ودخل فيه ما إذا أخذها الشفيع فإنه ينبش أيضاً لحقه كما في فتح القدير، وذكر في التبيين: أن صاحب الأرض مخيَّرٌ إن شاء أخرجه منها وإن شاء ساواه مع الأرض وانتفع بها زراعةً أو غيرها، وأفاد كلام المصنف أنه لو وضع لغير القبلة أو على شِقه الأيسر أو جُعِلَ رأسُهُ في موضع رجليه أو دُفن بلاغسل وأهيل عليه التراب، فإنهُ لاينبش، قال في البدائع، لأن النبش حرام حقاً لله تعالىٰ.''

(البحر الرائق، کتاب الجنائز، ج:۲،ص:۲۱۰،طبع: دار الکتاب الاسلامی) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبدالمجید دین پوری	صالح محمد کاروڑی	محمد انس انور
	الجواب صحیح	دارالافتاء
	رفیق احمد	جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن